باسمہٖ سبحانہٗ

مرثیہ

۲ر محرّم کو پڑھا جاتا ہے

"جب قتل گھر میں حق کے امیر عرب ہوا"
درحال شہادت حضرت علی علیہ السلام

بند ۲۷

(۱)

جب قتل گھر میں حق کے امیرِ عرب ہوا جن و بشر تمام پُکارے غضب ہوا
جس کا خدا کے گھر سے علی ہو لقب ہوا مسجد میں ہائے زخمی وہ کیوں بے سبب ہوا

کوئی کہتا آج مرگیا اللہ کا ولی
کوئی کہتا قتل ہوگیا مشکل کشا علیؑ

(۲)

اس غم سے جو محبّ ہیں وہ روتے ہیں زار زار اس درد سے زمیں پہ ہوا شور اور پُکار
خالق نے جس کے واسطے بھیجی تھی ذو الفقار تلوار اس کے سر پہ لگی ہائے زہر دار

اٹھتی ہے ہر گھڑی یہ صدا آسمان سے
احمد کا جانشیں اب اٹھا جہاں سے

(۳)

جبرئیل سر پٹک کے یہ کرتا ہے شور و شین افسوس آج قتل ہوئے شاہِ مشرقین
مُرشد میرا موا ہے نہیں دل کو میرے چین یہ کہہ کے پھر نبی کو پکارا وہ بھر کے نین

مصطفیٰ وہی جو تمہارا تھا عالی جاہ
وہ قتل آج ہوگیا مسجد میں بے گناہ

(۴)

دونوں جہاں کے بیچ میں ماتم پڑا ہے آج کہتے ہیں ہائے شاہِ ولایت مُوا ہے آج
کعبہ اک طرف کو کھڑا رو رہا ہے آج یا مصطفیٰ مدینہ بھی ویراں پڑا ہے آج

روضہ جو تجھ رسول کا واں ہے بنا ہوا
اس کے سبب سے ہے گا مدینہ تھما ہوا

(۵)

جن و بشر تمام اڑاتے ہیں سر پہ خاک اور جتنے ہیں فرشتہ گریباں ہیں سب کے چاک
طائر تمام نوحوں سے ہوتے ہیں اب ہلاک اور ہیں زمیں پہ لوٹتے با آہِ دردناک

کہتا یہ ماہ ماہی سے دے دے دہائی ہے
تلوار ایسے شیر کو کس نے لگائی ہے

(۶)

جب سجدہ حق کا کرنے لگا شیر کردگار تب تیغ ماری بیٹے نے ملجم کے ایک بار
دو ٹکڑے ہو کے سر سے چلی جب لہو کی دھار دیوار و در سے تب اٹھی مسجد میں یہ پکار

ظالم نے شیرِ حق کے اوپر ہاتھ اٹھایا ہے
گھر میں خدا کے لہو علیؑ کا بہایا ہے

(۷)

سب لوگ رو رو کرتے تھے اس طرح سے بیاں اتنے میں روتے آئے حسنؑ و حسینؑ واں
مسجد میں آ کے دیکھا جو با چشم خوں چکاں شیر خدا کے سر سے ہے اک جوئے خوں رواں

ماٹی اوپر تڑپتا ہے حالِ تباہ سے
لیکن اٹھایا سر کو نہیں سجدہ گاہ سے

(۸)

دونوں امام زادوں نے یہ حال دیکھ کر اپنے پدر سے رو رو کہا یوں بچشم تر
اے بابا تیرا کس نے کیا ہے دو پارا سر بیہوش اس طرح سے تڑپتے ہو خاک پر

تلوار تیرے سر کے اوپر کس نے ماری ہے
جو اس قدر لہو تیرے ماتھے سے جاری ہے

(۹)

قربان جاویں ہم تیرے اے بابا مرتضیٰؑ ہم کو لگا لو چھاتی سے سجدہ سے سر اٹھا
سن کر علی نے بیٹوں سے اپنے یہ ماجرا سر تو نہیں اٹھایا اشارے سے یہ کہا
میں عاشقِ خدا ہوں عبادت نہ چھوڑوں گا
مقدور بھر میں بندگی سے منہ نہ موڑوں گا

(۱۰)

تب واں حسنؑ حسینؑ نے آپس میں یوں کہا بابا تو اب تلک ہے عبادت میں مبتلا
تیغا لعیں کا کیسا یہ سر کہ اوپر لگا دیوے خدا ہی باپ ہمارے کو اب شفا
گودی میں پھر اٹھا کہ کہا با دلِ ملول
مجروح آج ہو گیا ہے نائبِ رسول

(۱۱)

آخر خدا کے شیر کو وہ دونوں غمزدے گودی کے بیچ اٹھا کے طرفِ گھر کی لے چلے
مسجد سے جا کے جس گھڑی باہر ہوئے کھڑے منہ پر لگا علی کا لہو کہنے یوں لگے
ہم دونوں بھائی جس گھڑی حق آگے جائیں گے
لہو بھرے منہ اپنے خدا کو دکھائیں گے

(۱۲)

یہ بین کر کے روتے ہوئے جب بچشم تر بابا کو لے کے گود میں جس وقت پہنچے گھر
جب گود سے لٹانے لگے چارپائی پر تب ان سے شیرِ حق نے کہا واں یہ رو رو کر
میں بوتراب ہوں مجھے یاں مت لٹاؤ تم
گلمن بچھا کے خاک کے اوپر لٹاؤ تم

جب مرتضیٰ علی نے انہیں یہ سنا دیا دونوں بچوں نے ایک بچھونا بچھا دیا
جس وقت اپنے باپ کو اس پر لٹا دیا اُس شہہ نے بیٹھ کر جو سر اپنا جھکا دیا
رو رو کے ان بچوں سے علی نے وہاں کہا
اے پیاروں رونے پیٹنے کی یہ نہیں ہے جا

(۱۴)

اے شاہزادو کیا میں کہو ہے گی یہ وہ رات جس میں تمہارا بابا علی پائے گا وفات
کل تم یتیم ہو گے اور اپنے مَلو گے ہات اب کیا بتاؤں تم کو میں مرنے کی اپنے بات
مجھ شیرِ حق کی آج قضا دستگیر ہے
اے شاہزادو یہ مرا وقتِ اخیر ہے

(۱۵)

جب غسل دے چکیں جو فرشتہ پھر آئیو تابوت مجھ علی کا بنا کر اٹھائیو
مقدور بھر نہ آنکھوں سے آنسو بہائیو یعنی نہ سر کو پٹک کے تم غل مچائیو
اتنا کہا پھر اپنے حسنؓ سے کیا سخن
اللہ کے حوالے کیا تم کو اے حسنؓ

(۱۶)

ٹک اپنے چھوٹے بھائی کو کرنے نہ دیجو بین اس کو دلاسا دیجو کرے گروہ شور و شین
پھر اپنے چھوٹے بیٹے سے فرمایا بھر کے نین سونپا خدا کو تم کو بھی اب میں نے اے حسینؓ
پر ایک وصیت اپنے بابا کی مانیو
اے بیٹا میری جاگہ حسن کو تو جانیو

(۱۷)

سن لے تو اب پدر کی وصیت کہ تئیں ذرا — اے بیٹا اپنے دل سے تو مت دیجو بھلا
جس دم حسین ہو سامنے آکر میرے کھڑا — پوچھے جو وہ کہ بابا ہمارے نے کیا کیا
کہنے سے ٹک بزرگوں کے منہ کو نہ موڑنا
جب تک جیو اے بیٹا وصیت نہ چھوڑنا

(۱۸)

پھر چھوٹے بیٹے سے یہ علی نے کیا بیان — اس دم حسن نے یوں کہا باچشم خونچکاں
شبیر کو تو تم نے مجھے سونپا بابا جاں — مجھ کو سپرد کس کے کیا جاؤں میں کہاں
تب یوں کہا علی نے حسن کو بچشم تر
بیٹا رُلا نہ مجھ کو خدا کو تو یاد کر

(۱۹)

گاڑو گے مجھ کو قبر میں جا کر کہ جس گھڑی — لکھ دیجیو مزار پہ تب یہ بصد خوشی
راضی رضا پہ ہو کہ موا مرتضیٰ علی — بیرق پھر ایک کھینچیو تم قبر پر میری
پوچھے کوئی تو اس سے یہ کہیو بیاں
اے لوگو دیکھو شاہِ نجف کا ہے یہ مکاں

(۲۰)

یہ بات سن کے باپ کے قدموں پہ گر پڑے — اور واں ملک علی کے تئیں غسل دے چکے
میں کیا کہوں وہ جس گھڑی دونوں تھے پیٹتے — دیکھا تو لاش علی کی پڑی ہوئی یہ کہتی ہے
حسنین کو جو پیچھے میرے کوئی ستائے گا
زہرا کے تئیں رلائے گا مجکو رلائے گا

(۲۱)

یہ حال دیکھ رونے لگے دونوں آہ مار پٹکا زمیں پہ سر کے تئیں ہو کے بے قرار
بھائی بڑا پھر اپنا اٹھا سر کو ایک بار کہنے لگا علی سے یہ باچشم دلفگار

میرا حسنؑ ہے نام تیرے دل کا چین ہوں
چھوٹا یہ بولا بابا میں تیرا حسینؑ ہوں

(۲۲)

جب لاش سے یہ بات ہر اک لال کہہ چکا تابوت پھر علی کا اٹھا اونٹ پر رکھا
اور لے کے اپنے منہ کے اوپر خاک کو ملا پھر تو جنازہ لے چلے حضرت امیر کا

تب اس طرح فلک سے کہا با دلِ سقیم
بابا ہمارا مر گیا ہم ہو گئے یتیم

(۲۳)

بہر خدا بتا دے ہمیں تو اے آسماں تاریک آج کیوں نہیں ہوتا ہے دو جہاں
حسنین سر پٹک کے یہ کرنے لگے بیان ناگاہ ایک بزرگ جو پیدا ہوا وہاں

منہ پر نقاب ڈالے ہوئے اک بزرگوار
اس نے پکڑ لی دوڑ کے اُس اونٹ کی مہار

(۲۴)

حسنین نے کہا جو یہ بادیدۂ پر آب یعنے تو اپنا نام بتا دے ہمیں شتاب
اُس مردِ پاک ذات نے جب یہ سنا خطاب اک بار اپنے منہ سے ہٹا اس نے لی نقاب

تب جھک کے کیا وہ دیکھیں ہیں اللہ کے ولی
پکڑے مہار آپ ہی ہیں مرتضیٰ علیؑ

(۲۵)

جب دیکھا یہ علی ہیں تو ماٹی پہ گر پڑے   پھر سر اٹھا کے ان کی وہ چھاتی سے لگ گئے
جس دم وہ اپنے باپ سے اس طرح مل چکے   تب صدقے اس امیر پہ ہو کہنے یوں لگے
قربان جائیں تیرے اے شاہ بوتراب
ہم ننگے سر ہیں ہم کو اُڑھالو ذرا نقاب

(۲۶)

یہ بات کہہ کے لے چلے اُس اونٹ کو وہاں   شیرِ خدا کی قبر تھی کھودی گئی جہاں
جب رکھی لاش اٹھا کے وہ ماٹی کے درمیاں   یکبار لے کے پھینک دی تھی سر سے ٹوپیاں
اور ہاتھ سر پہ مار کے کرنے لگے یہ بین
ہے ہے قضا کے ہاتھ سے اب لٹ گیا حسینؓ

(۲۷)

یا مصطفیٰ میں کہتا ہوں اب جلد جاؤ تم   آنسوں نواسوں اپنے کہ جا کر دھلاؤ تم
پھر لیکے ان یتیموں کو چھاتی لگاؤ تم   یہ عرض میری دل سے نہ ہرگز بھلاؤ تم
احسان ہے علی کا جو مداح یا رسول
بہر خدا یہ مرثیہ میرا کرو قبول